خشک روٹیوں کی تھیلی ہے بولے اس وقت مجھے اس کی سخت حاجت ہے میں نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا [1]

یمن کی طرف کوچ جس وقت تلاش سختی سے شروع ہوئی اور گرفتاری کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ تو آپ یمن چلے گئے۔ چونکہ زادِ راہ موجود نہیں تھا اس لیئے فاقہ مستی نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور کئی کئی روز بھوکا رہنا پڑا شذرات الذہب کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

ولما طلب المنصور سفیان الثوری فر سفیان الی الیمن فکان یقراء علی الناس احادیث الضیافۃ لیضیفوہ ویکتفی عن سؤالھم فاتھم لیسرقۃ ورفع الی معن بن زائدۃ فتعرفہ فلما عرفہ فقال اذھب حیث شئت فلوکنت تحت قدمی ما اخرجتک [2]

جب منصور نے آپ کی گرفتاری پر زور دیا تو آپ یمن بھاگ گئے بھوک ستاتی تو لوگوں سے ایسی احادیث بیان کرتے جن میں کھانا کھلانے کی فضیلت اور درجہ کا ذکر ہے تاکہ کوئی اللہ کا بندہ آپ کو کھانا کھلا کر اس اجر کا مستحق ہو جائے اس گئی گذری حالت میں بھی کسی سے سوال کرنا گوارا نہیں کیا۔ یہاں آپ پر چوری کا الزام بھی لگا مقدمہ معن بن زائدہ حاکم یمن کے روبرو پیش ہوا جب اس نے آپ کو پہچانا تو آپ کو بری کر دیا اور کہا آپ جہاں چاہیں چلے جائیں اگر آپ میرے قدموں کے نیچے بھی چھپے ہوں تو میں آپ کو ظاہر نہیں کروں گا۔

پھانسی کی سزا جب آپ حکومت پر تنقید کرنے سے باز نہ آئے اور گرفتاری کی تمام کوششوں کو بھی ناکام بنا دیا۔ تو ابو جعفر کے دل میں آتش غضب بھڑک اٹھی اس نے آپ کو آخری سزا دینے کا تہیہ کر لیا۔ اور پھانسی کے احکام جاری کر دیئے۔ چونکہ حج کے موقعہ پر آپ کا مکہ معظمہ میں موجود ہونا یقینی تھا اور ادھر ابو جعفر بھی حج کے لیئے آرہا تھا اس لیئے اس نے اپنے عمال کو حکم دیا کہ اس کے آنے سے پہلے سولی نصب کریں اور اگر امام صاحب ہاتھ لگ جائیں تو انہیں اس پر لٹکا دیں۔ کارندوں نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق سولی نصب کی اور آپ کی گرفتاری کے لیئے شہر بھر میں منادی کرا دی گئی۔ اس وقت آپ فضیل کی گود میں سر اور سفیان بن عینیہ کی گود میں پاؤں پھیلائے لیٹے ہوئے تھے۔ وہ منادی سن کر بولے اے ابو عبداللہ! خدا سے ڈریئے اور حکومت کی مخالفت کر کے ہمیں دشمنوں کی نظروں میں

[1] تقدمہ صد ۹۲ [2] شذرات الذہب صد ۲۳۲ جلد ۲ واقعات ۱۶۱ھ

ذلیل نہ کیجئے۔ آپ ان کی یہ گھبراہٹ آمیز باتیں سن کر اٹھے اور کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر فرمایا

برئت منہ ان دخلہا ابو جعفر — یعنی اگر ابو جعفر مکہ میں داخل ہوا تو میں اس سے بیزار ہوں

راوی کا بیان ہے کہ ابو جعفر کا راستہ ہی میں بیر میمون نامی جگہ میں انتقال ہوگیا اور مکہ میں داخل ہونے کی نوبت نہ آئی[1]۔ یہ ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کا واقعہ ہے[2]۔

مہدی کے دربار میں — ابو جعفر کی موت سے پھانسی کا خطرہ تو ٹل گیا مگر ابھی آپ کی مشکلات کا خاتمہ نہیں ہوا۔ منصور کے بعد جب اس کا بیٹا مہدی تخت خلافت پر متمکن ہوا تو آپ کو اس کے دربار میں پیش کیا گیا۔ مہدی نے شدت کی بجائے نرمی کا برتاؤ کرنے میں مصلحت دیکھی۔ آپ کی کسی بات پر بگڑ کر ربیع نے قتل کی اجازت طلب کی تو مہدی نے کہا ہم انہیں قتل کر کے اپنے لئے بدبختی مول نہیں لینا چاہتے، بلکہ اس کے خلاف انہیں کوفہ کی قضا کا پروانہ لکھ دو اور اس میں تصریح کر دو کہ ان کے کسی فیصلے کے خلاف اپیل نہیں ہو سکے گی۔ چنانچہ یہ پروانہ لکھ دیا گیا جسے آپ دریائے دجلہ میں پھینک کر پھر روپوش ہوگئے۔ مہدی نے تلاش کرنے کا حکم دیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ آپ چھپتے چھپاتے دوبارہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے تھے۔ اور یہیں زاویۂ گمنامی میں حیات مستعار کے دن گذارنے لگے۔

آپ کی گرفتاری کے لئے گورنر مکہ کو ہدایت — مہدی نے آپ کی تلاش کے لئے گورنر مکہ محمد بن ابراہیم کو لکھا۔ یہ آپ کا عقیدت مند تھا اس لئے اس نے آپ کو بلا کر کہا اگر آپ خلیفہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو آئیے میں آپ کو بحفاظت تمام اس کے پاس بھیج دیتا ہوں اور اگر نہیں جانا چاہتے تو احتیاط سے چھپ کر دن پورے کیجئے۔ باہر نکل کر اپنی اور ہماری مشکلات میں اضافہ نہ فرمایئے۔ آپ نے چھپ کر رہنا پسند کیا مگر خلیفہ کے پاس جانے کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔

سنہ ۱۶۰ھ میں جب مہدی حج کے لئے آیا تو آپ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اب کی مرتبہ آپ نے بیت المال کے بے جا صرف اور مہاجرین و انصار کی اولاد کی حالت زار سے بے اعتنائی کے باعث اس پر کڑی نکتہ چینی کی حتی کہ آپ کے اور مہدی کے وزیر ابو عبیداللہ کے درمیان تلخ کلامی تک نوبت پہنچ گئی۔ اس کی کسی بات پر ناراض ہو کر آپ نے مہدی سے کہا۔ "فاحذرہ فانہ کذاب" اس سے بچتے رہیئے یہ جھوٹا ہے یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے

[1] تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۱۴ [2] محاضرات دولت عباسیہ ص ۱۱۶

مہدی نے کہا اب کہاں چلے؟ فرمانے لگے ابھی حاضر ہوتا ہوں اس کے بعد چند قدم ننگے پاؤں گئے پھر واپس مڑ کر جوتا پہنا اور ایسے گئے کہ دوبارہ واپس آنے کا نام نہیں لیا۔ دیر تک انتظار کرنے کے بعد مہدی نے کہا آنے کا وعدہ کر گئے ہیں مگر ابھی تک نہیں آئے۔ کسی نے کہا جب جوتا لینے آئے تھے اس وقت واپسی کا وعدہ پورا کر گئے تھے۔ یہ دیکھ کر کہ ایک دفعہ آپ پھر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے مہدی کا پارہ غضب نقطۂ عروج پر پہنچ گیا۔ اس نے فوراً آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور منادی کرا دی کہ جو شخص آپ کو پکڑ کر لائے گا۔ اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اور جو آپ کو اپنے گھر پناہ دے گا اس کا خون مباح ہو گا۔[1]

یہ وقت بڑا نازک تھا۔ موقعہ پا کر بصرہ کے حاجیوں کے ساتھ بصرہ چلے گئے۔ اور زندگی کے آخری دن اسی جگہ گم شدگی کی حالت میں گذرے۔[2]

بصرہ میں علم و عرفان کی بارش

مکہ سے نکل کر آپ بصرہ چلے گئے۔ اور امام یحیٰ بن سعید قطان کے گھر کے قریب کسی مکان میں فروکش ہو گئے چند دن کے بعد آپ نے مالک مکان سے پوچھا اصحاب الحدیث میں سے یہاں کسی کا مکان نزدیک نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں امام یحیٰ بن سعید قطان نزدیک ہی رہتے ہیں فرمانے لگے انہیں بلا لاؤ۔ جب وہ آئے تو آپ نے کہا میں چھ سات روز سے یہاں بے کار پڑا ہوں کوئی شغل نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت پریشان ہے یہ سن کر امام یحیٰ آپ کو اپنے گھر لے آئے۔ ادھر آہستہ سے محدثین بصرہ کو خبر کر دی جو آپ کی ملاقات کے لئے آئے۔ پھر مستقل طور پر استفادہ کے غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور اس طرح مقفل اور بند کمروں میں آپ کا فیض علم جاری ہو گیا۔ اس خفیہ درس گاہ سے مستفید ہونے والے اکابر میں مندرجہ ذیل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

جریر بن حازم، مبارک بن فضالہ، حماد بن سلمہ اور حماد بن زید وغیرہ۔ امام یحیٰ بن سعید قطان اور امام عبدالرحمان بن مہدی تو ان دنوں میں خاص طور پر آپ سے حدیث لکھنے میں مصروف رہتے تھے بصرہ میں آپ نے اپنی کوششوں کو افادہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ باوجود کبر سنی کے وہاں کے ممتاز محدثین سے استفادہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے وہاں کے مشہور محدث سلیمان بن مغیرہ کو

[1] تقدمہ صفحہ ۱۰۸ [2] تاریخ بغداد صفحہ ۱۶۱ جلد ۹۔

لکھا تب مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ ایسی احادیث ہیں جو مجھے نہیں پہنچی ہیں۔ میں اپنی روپوشی کے باعث حاضر خدمت ہونے سے معذور رہوں لہذا اگر آپ پر گراں نہ گذرے تو میرے ہاں تشریف لائیے۔ اور مجھے اپنے علم سے مستفیض ہونے کا موقعہ عنایت فرمائیے"۔ امام سلیمان کا بیان ہے کہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ نے مجھ سے ان احادیث کا سماع کیا۔ آپ نے میرے کئی دوسرے رفقاء سے بھی اسی طرح گھر بلا کر استفادہ کیا[1]۔

ظاہر ہے کہ اس طرح تعلیم و تعلّم کا سلسلہ چل نکلنے سے دیر تک راز داری قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ اس لئے جب بھید کھلنے کا خطرہ محسوس ہوا تو آپ نے مکان تبدیل کر لیا۔ اور بنو تمیم کے ایک شخص ہیثم بن منصور اعرجی کے گھر سکونت اختیار کی۔ پھر وفات سے چند روز پہلے اپنے شاگرد رشید امام عبدالرحمان بن مہدی کے مکان میں منتقل ہو گئے اور یہیں وفات پائی[2]۔

آپ کا مہدی کے نام مکتوب اور معافی کا اعلان بصرہ کے احباب خصوصاً امام حماد بن زید نے آپ کو خلیفہ سے صلح کر لینے کا مشورہ دیا۔ اور کہا" مخالفت کرنا اور پھر چھپ کر زندگی بسر کرنا اہل بدعت کا کام ہے۔ آپ کو ان کی طرف سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے"؟ چنانچہ امام حماد کے کہنے سننے سے امان طلب کرنے کے لئے آپ خلیفہ مہدی کی طرف خط لکھنے پر آمادہ ہو گئے۔ عصام بن یزید کہتے ہیں۔

آپ نے مجھے کہا میرا یہ خط مہدی کے پاس لے جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ اے ابو عبداللہ! اگر آپ مجھے معاف فرمائیں تو یہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ فرمانے لگے میرے گرد ان لوگوں کو دیکھتے ہو، اگر میں ان میں سے کسی کو کہوں تو وہ اسے اپنی سعادت سمجھے گا۔ اور سمجھیگا کہ میں نے اس پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ تم جاؤ جو جانتے ہو وہ بے شک کہو اور جو نہیں جانتے اس سے خاموش رہنا۔ یہ سن کر میں نے آپ سے خط لے لیا اور بغداد پہنچ کر پہلے مہدی کے وزیر ابو عبیداللہ کے پاس گیا۔ اور کہا" میں سفیان ثوری کا قاصد ہوں"؟ اس نے مجھے اپنے پاس بلا لیا اور دیر تک خلوت میں مجھ سے سوال و جواب کرتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ صبح سویرے امیرالمومنین کے سامنے پیش ہونا میں نے کہا مجھے معاف فرمائیے۔ اور آپ ہی یہ خط امیرالمومنین کو پہنچا دیجئے۔ بولا نہیں تمہیں ضرور

[1] تقدمہ صـ ۱۱۷　[2] المباحث العلیہ صـ ۱۶۱

حاضر ہونا پڑے گا۔ چنانچہ میں دوسرے دن سویرے گیا اور آپ کا مکتوب امیرالمومنین کے ہاتھ میں دے دیا جس میں لکھا تھا۔

"میں ظاہر ہونے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ میرے اور میرے رفقا کے لئے امان کا اعلان کردیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں جہاں میں چاہوں مجھے رہنے کی اجازت ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس سے پہلے ہی میرے لئے کوئی بہتر چیز پسند فرمائے گا۔"

خلیفہ نے مکتوب پڑھا پھر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مجھے کچھ مال دینا چاہا لیکن میں نے قبول نہیں کیا اور اس کے لینے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر خلیفہ نے کہا۔ آپ اور آپ کے تمام رفقاء کے لئے امان ہے۔ اور انہیں زمین میں جہاں وہ چاہیں رہنے کی اجازت ہے۔ مگر آپ حج کے موقعہ پر مجھے ضرور ملیں۔ ابوعبداللہ کا اس میں کیا حرج ہے۔ کہ وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیں۔ پھر اطمینان کے ساتھ فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی انجام دہی میں لگے رہیں۔

خلیفہ کے دربار سے رخصت ہو کر میں واپس بصرہ آیا اور امان مل جانے کی آپ کو بشارت دی اور کہا کہ آپ کے مطالبات منظور ہو گئے ہیں۔ لیکن امیرالمومنین نے ایسا ایسا کہا ہے فرمانے لگے چپ رہو پہلے وہ جو کچھ جانتا ہے اس پر عمل کرلے پھر جس چیز کا اسے علم نہیں ہوگا ہم اسے جاکر بتائیں گے۔ مگر ایسا موقعہ آنے سے پہلے ہی آپ اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو گئے[1]

ملفوظات | آپ کی زبان فیض ترجمان سے بہت سے کلمات طیبات ایسے صادر ہوئے ہیں جو آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ ان کے مطالعہ سے دماغ جلا پاتے۔ دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے معمور ہو جاتے اور قلوب آخرت کی طرف جھکتے ہیں۔ اور دنیا ایک مہمان سرا معلوم ہونے لگتی ہے۔ جسے زود یا بدیر چھوڑنا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے چند آپ کے مطالعہ میں لائے جائیں۔

(۱) جب کوئی شخص اپنے بھائی سے خدا کے لئے محبت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ پھر اسلام میں اس کی ایجاد کردہ بدعات کو دیکھ کر اس سے بغض نہیں رکھتا تو اس کی محبت خدا کے لئے نہیں ہے[2]

---

[1] تقدمہ صفحہ ۱۰۹　[2] ایضاً صفحہ ۹

(۲) لوگوں کی تعظیم تقویٰ اور پرہیزگاری کے مطابق کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور نافرمانوں کے سامنے شدت اور قوت کا مظاہرہ کرو۔ یاد رکھو دنیا کے اعراض کے بغیر تلاوت قرآن حکیم میں حلاوت پیدا نہیں ہو سکتی[۱]

(۳) دنیا کی مثال شہد آلود روٹی کی سی ہے جس پر مکھی بیٹھ کر اپنے پر و بال سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے[۲]

(۴) دنیا کی حرص و آز کم کرنے کا نام زہد ہے صرف روکھا سوکھا کھانے اور ٹاٹ پہننے کا نام زہد نہیں ہے[۳]

(۵) دوستوں کی کثرت دین میں سستی کی علامت ہے[۴]

(۶) امر بالمعروف کرتے وقت نرمی سے کام لو اگر تمہاری بات مان لی جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو ورنہ اپنے نفس کی فکر کرو۔ تمہیں اس کی اصلاح سے ہی فرصت نہیں ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ لوگوں کو ایک دوسرے کی ملاقات سے نفع ہوتا تھا۔ یا یہ وقت ہے کہ اب ان سے الگ رہنے میں ہی نجات ہے[۵]

(۷) کسی نے کہا آپ کو حکام اور سلاطین کے ہاں چل کر وعظ و نصیحت کرنا چاہیئے۔ آپ بے شک ان کی دنیا سے الگ تھلگ رہیں مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہے فرمانے لگے تم مجھے دریا میں تیرنے کا حکم دیتے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے پاؤں تر نہ ہونے دوں مجھے تو خطرہ ہے اگر وہ مجھے مرحبا کہیں اور میرا دل ان کی طرف مائل ہو جائے تو یہ عمل ضائع ہو جائیں گے[۶]

(۸) جب تم خدا کو راضی کرو گے تو لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ لوگ ناراض ہوئے تو ان کے تیروں کا نشانہ بننے کے لئے تیار رہو۔ مگر یاد رکھو ان کے تیروں کا نشانہ بننا دین کو ضائع کرنے سے بہتر ہے[۷]

(۹) جب کوئی بدعت کا کام دیکھو تو اس کا تذکرہ اپنے دوستوں کے پاس نہ کرو اور اس کی بھنک

[۱] تقدمہ ص ۹ [۲] تقدمہ ص ۱۲۴ [۳] ایضاً ص ۱۰۱ و طبقات کبریٰ الشعرانی ص ۲۴ [۴] تقدمہ ص ۹۴۔
[۵] تقدمہ ص ۱۲۴ [۶] طبقات کبریٰ ص ۲۱۴ جلد اول [۷] ایضاً ص ۲۴۳/۱۷۰۔

ان کے کانوں میں نہ آنے دو (مبادا ان کے دل میں اس کی رغبت پیدا ہو جائے)[1]

(۱۰) ایک شخص نے آپ کے پاس اپنی مصیبت کی شکایت کی فرمانے لگے میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ تمہیں مجھ سے زیادہ ذلیل کرنے والا آدمی نہیں ملا کہ تم نے میرے پاس اللہ تعالیٰ کی شکایت شروع کر دی ہے[2]

(۱۱) فرمایا علماء تین قسم پر ہیں ایک وہ عالم جو اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو جانتا ہے یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کے حدود کو توڑنے کی جرأت نہیں کرتا۔ دوسرا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اس کے احکام کو نہیں جانتا یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے لیکن اس کے حدود کو بھی توڑ دیتا ہے۔ تیسرا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا یہ اللہ تعالیٰ کے حدود کو توڑتا ہے اور اس سے ڈرتا نہیں ہے۔ ایسے لوگ ہی قیامت کے دن بھڑکنے والی آگ کا ایندھن بنیں گے[3]

(۱۲) جو شخص اپنے آپ کو علم و عمل میں اپنے بھائی سے اعلیٰ سمجھتا ہے اس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے جس بھائی کو یہ اپنے سے حقیر سمجھ رہا ہے وہ اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حدود کی نگہداشت کرنے والا ہو[4]

(۱۳) اپنے سے زیادہ حیثیت والے کے ساتھ مل کر سفر مت کرو۔ اگر تم اس کے برابر خرچ کرو گے تو تمہیں نقصان پہنچائے گا اور اگر وہ تمہیں کچھ کھلا پلا دے گا۔ تو تمہیں اپنا غلام سمجھے گا[5]

(۱۴) جب کوئی شخص دنیاداروں کی طرف مائل ہے اور انہیں سلام بھیجتا ہے تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ اس کا دل حب دنیا سے چر ہے[6]

(۱۵) اگر کسی (جور پیشہ) سپاہی کو نماز کے وقت سویا ہوا دیکھو تو اسے مت جگاؤ۔ اس کا سونا ہی بہتر ہے۔ وہ اٹھے گا تو مخلوق خدا کو تنگ کرے گا[7]

(۱۶) جب دل میں نیکی یا برائی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے تو محافظ فرشتوں کو اس کا احساس اس کی بو سے ہو جاتا ہے پس جیسے وہ تمہیں تکلیف نہیں دیتے تمہیں بھی ان کو تکلیف نہیں دینا چاہئے[8]

(۱۷) اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی بجالائے لیکن اسے دنیا سے محبت ہے

---

[1] طبقات کبریٰ ص ۱۱ [2] ایضاً ص ۴۳ [3] ایضاً ۱۳ [4] ایضاً ص ۴۲ [5] ایضاً ص ۱۱ [6] فہرست لابن ندیم ص ۲۱۵ [7] ایضاً [8] ایضاً

تو قیامت کے دن علی رؤس الاشہاد منادی کی جائے گی۔ کہ اسے ایسی چیز سے محبت تھی جس سے اللہ تعالیٰ کو بغض اور نفرت تھی۔ ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے اس کے چہرے کا گوشت گر جائے گا[1]

(۱۸) جو شخص قبل از وقت مجلس علم کا صدر نشین بنتا ہے۔ اسے سوائے ندامت اور ذلت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا[1]

(۱۹) جب علماء بگڑ جائیں اور دنیا سے محبت کرنے لگیں تو ان کی اصلاح کون کرے۔ جب ایک طبیب اپنے جسم میں بیماری کے جراثیم داخل کرتا ہے تو وہ دوسرے کا علاج کس طرح کرے گا[1]

(۲۰) کسی نے کہا فلاں شخص خلیفہ مہدی کا ہم نشین اور یار غار ہے وہ کہتا ہے اس کے جرموں اور گناہوں کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی فرمانے لگے۔ خدا کی قسم! جھوٹ بولتا ہے کیا اس نے اس کے اور اس کے خدم وحشم کے لباس و خوراک میں فضول خرچی اور اسراف کو دیکھ کر کبھی کہا بیت المال میں یہ اسراف جائز نہیں ہے[1]

اولاد | آپ نے دو دفعہ شادی کی۔ صرف پہلی بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ لاولد گئے۔ بقول ابن ندیم جو کچھ پاس تھا۔ وہ اپنی بہن اور بھانجے کو دے دیا تھا[2]

تلامذہ | آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے حافظ صاحب تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں

وروی عنہ خلق لایحصون یعنی آپ سے اتنے لوگوں نے علم حاصل کیا جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جعفر بن برقان، محمد بن اسحاق، شعبہ، زائدہ، امام اوزاعی، امام مالک بن انس، زہیر، امام عبدالرحمان بن مہدی، امام یحیی بن سعید قطان، امام عبد اللہ بن مبارک، حفص بن غیاث، جریر بن حازم، ابو اسحاق فزاری، یحیی بن آدم، یحیی بن یمان، وکیع اور علی بن جعد وغیرہ رحمہم اللہ تعالے علیہم اجمعین۔

تصانیف | آپ نے اپنی یادگار میں متعدد تصانیف بھی چھوڑی ہیں۔ ابن ندیم نے اپنی فہرست میں ان کے

[1] طبقات کبری ص[illegible] [2] فہرست ابن ندیم ص ۳۱۵

یہ نام گنوائے ہیں۔

(۱) الجامع الکبیر علم حدیث میں بہت بسوط کتاب ہے۔ آپ کے تلامذہ کی ایک جماعت کثیر نے اس کو آپ سے روایت کیا ہے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ یزید بن ابی حکیم۔ عبداللہ بن ولید عدنی، ابراہیم بن خالد صنعانی وغیرہ۔

(۲) الجامع الصغیر۔ اس کو بھی آپ سے اشجعی، عسان بن ہند اور حسن بن حفص اصفہانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۳) کتاب الفرائض۔

(۴) رسالہ الی عباد بن عباد الارسوفی، یہ دو صفحہ کا زہد اور نصیحت پر مشتمل آپ کا ایک مکتوب ہے جو حافظ ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب تقدمۃ الجرح والتعدیل میں پورا نقل کیا ہے۔ اور امام شعرانی نے طبقات صوفیہ میں اس کا اقتباس دیا ہے۔

(۵) کتاب التفسیر۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

وفات | پہلے گذر چکا ہے کہ خلیفہ مہدی نے آپ کی گرفتاری کے احکام واپس لے لئے تھے اور اعلان کر دیا تھا کہ جہاں آپ چاہیں سکونت اختیار کر سکتے ہیں۔ آئندہ آپ اور آپ کے رفقاء پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مگر آپ ابھی اپنے خفیہ مکان سے نکلنے نہیں پائے تھے کہ سخت بخار اور پیچش میں مبتلا ہو گئے۔ اور جانبر ہونے کی کوئی امید نہ رہی۔ جس رات وفات پائی اس رات آپ پر پیچش کے بہت شدید حملے ہوئے بار بار قضاء حاجت کی ضرورت پڑتی تھی۔ اور آپ ہر دفعہ فراغت کے بعد وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ آپ کے تلمیذ امام عبدالرحمان بن مہدی کا بیان ہے کہ اس رات آپ نے نماز کے لئے ۶۰ مرتبہ وضو کیا[۱]۔ علی بن الجبر کہتے ہیں جب وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا۔ اے ابن الجبر! جب کہ تم دیکھ رہے ہو یہ میرا آخری وقت ہے اگر میرے احباب یا تلامذہ میں سے یہاں کوئی ہے تو انہیں بلاؤ۔ چنانچہ میں ایک جماعت کو بلا لایا ان میں حماد بن سلمہ بھی تھے۔ جو آکر آپ کے سرہانے بیٹھ گئے۔ آپ آہ کہتے ہوئے رونے لگ گئے۔ حماد نے کہا۔ اے ابوعبداللہ! آپ کو خوش ہونا چاہیئے جس چیز کا خطرہ تھا اس سے نجات ملی۔ اب آپ غفور رکریم خدا کے پاس جا رہے ہیں۔ فرمانے لگے اے ابوسلمہ! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالے معاف فرما دے گا۔ حماد نے کہا ہاں ہاں اس خدا کی قسم! جس کے

[۱] صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۶

بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے یہ سن کر آپ کی گھبراہٹ کم ہوگئی [1]

امام عبدالرحمان بن مہدی کہتے ہیں سحری کے وقت فرمانے لگے اے ابن مہدی! میرا رخسار زمین پر رکھ دو اب میں رخصت ہونے والا ہوں ہائے! موت کی شدت کتنی سخت ہے تھوڑی دیر کے بعد آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ حماد بن زید اور ان کے رفقاء کو اطلاع دینے کے لئے باہر نکلا دیکھا تو وہ آرہے تھے آتے ہی کہنے لگے آپ کو اللہ تعالیٰ اس مصیبت پر اجر عظیم اور صبر جمیل عطا فرمائے میں نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہنے لگے آج رات ہم سب نے خواب میں دیکھا ہے کہ امام سفیان ثوری کا انتقال ہوگیا ہے۔

آپ ۹۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۶۴ سال عمر پائی خلیفہ مہدی کے عہدِ حکومت میں شعبان ۱۶۱ھ کو بصرہ میں رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تجہیز و تکفین جب بیماری نے شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا اگر اہل کوفہ سے یہاں کوئی ہو تو اسے بلالاؤ۔ اس وقت بصرہ میں کوئی شخص نہ مل سکا۔ عبادان میں آدمی بھیجا گیا تو وہاں سے عبدالرحمان بن عبدالملک اور حسن بن عیاش آئے۔ آپ نے عبدالرحمان کو وصیت کی اور کہا میری وفات کے بعد یہی نماز جنازہ پڑھائیں۔ یہ دونوں حضرات وفات تک آپ کے پاس رہے انتقال کے بعد امام عبدالرحمان بن مہدی اور امام یحیی بن سعید قطان نے آپ کو غسل دیا۔ عبدالرحمان بن عبدالملک نے نماز جنازہ پڑھائی ازاں بعد بصرہ میں عشاء کے وقت بنوکلیب کے قبرستان میں آپ کے جسد مبارک کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

صلحاء کے خواب آپ کی وفات کے بعد بہت سے صلحاء نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں داخل ہوگئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نے آپ کو اپنے آغوش میں لے لیا ہے سعیر بن خمس کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں پرندے کی طرح ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف اڑ رہے ہیں اور یہ آیت ورد زبان ہے الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین " خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ارض جنت کا ہمیں وارث بنایا۔ کہ جہاں ہم چاہیں سکونت اختیار کریں۔ یہ عمل کرنے والوں کے لئے بہترین ثواب ہے [2] ابو کریب کہتے ہیں مجھے ایک شخص نے بتایا میں نے خواب میں یونس بن عبید۔ عبداللہ بن عون۔ ایوب سختیانی اور سلیمان تیمی کو دیکھا۔ کہ جنت کے ایک باغیچہ میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں میرے دل میں امام سفیان کا خیال آیا اور میں نے پوچھا امام ثوری بھی ایک برگزیدہ بزرگ تھے وہ یہاں نظر نہیں آرہے وہ کہاں ہیں وہ سب اوپر آنکھ اٹھا کر کہنے لگے اُن کا مقام بہت بلند ہے ہم انہیں اس طرح دیکھتے ہیں جیسے اہل زمین آسمان پر چمکنے والا ستارہ دیکھتے ہیں۔ [3]

[1] صفۃ الصفوہ ج ۳ ص ۸۶　[2] تاریخ بغداد ج ۹ ص ۱۶۳　[3] تقدمہ ص ۱۲۲

احادیث سے صحابہ کرام کا استدلال و امتثال

(از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری)

(۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ | اتباع سنن نبویہ و امتثال احادیث شریفہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی بے حد ممتاز ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ایک بار حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کچھ لوگوں کی مجلس میں حج تمتع کا مسئلہ بیان کیا اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی حج تمتع کیا ہے۔ ایک صاحب عروہ بن زبیر (زبیر بروزن کریم) بھی حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حج تمتع سے تو منع کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بے حد خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ عریہ (تصغیر عروہ) تو کیا کہہ رہا ہے۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور عمل بیان کر رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ نے منع کیا ہے۔[۱]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل ہی کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سند سمجھتے تھے۔ اور اسی کی اتباع کرتے اور اسی کا فتوے دیا کرتے۔ (بعد میں حضرت عمرؓ کا رجوع ثابت ہے)[۲]

(۲) ابوالجوزاء نامی ایک صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے معاملہ "صرف" کے متعلق مسئلہ پوچھا تو بتایا کہ جب لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو تو ایک کے بدلے دو لینے میں کچھ ہرج نہیں ہے۔ کچھ دنوں کے بعد دوسرے حج کے موقعہ پر پھر انہی ابوالجوزاء (تابعی) نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس معاملہ صرف کے متعلق پھر ایک مسئلہ پوچھا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جواب دیا کہ پورے وزن سے برابر برابر لینا ہوگا۔ تو ابوالجوزاء نے اپنے شیخ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے عرض کیا کہ پہلے آپ کا فتوے کچھ تھا اب کچھ ہے فرمایا پہلے جو کچھ اس کے متعلق

---

[۱] مسند احمد جلد اول ص ۳۳۷ [۲] اغاثۃ اللہفان

میں نے فتویٰ دیا تھا وہ میری ایک رائے تھی اور اب ابوسعید خدری رضؓ کے واسطہ سے اس بارہ میں ایک حدیث مل گئی ہے۔ فترکت رائی الی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے اپنی رائے کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں پس پشت ڈال دیا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ بیمار ہو گئے خانہ کعبہ میں نبوی مصلیٰ تک خود نہ جا سکتے تھے۔ تو اپنے ایک خاص رفیق عبداللہ بن سائب کے ذریعہ وہاں تک پہنچے۔ جب نبوی مصلیٰ کا مقام تلاش کرنے لگے تو ان سے پوچھتے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقوم ھھنا او یصلی ھھنا ؟[۲]

یعنی میں جہاں کھڑا ہوں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے ہوتے تھے یا دوسری جگہ؟ اور کیا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے میں وہیں موجود ہوں یا دوسری جگہ؟

جب حضرت سائب رضؓ ہر طرح اطمینان دلا دیتے کہ آپ نبوی مصلیٰ پر موجود ہیں تو وہیں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی اتباع سنن نبوۃ و امتثال احادیث شریفہ کا حال خوب واضح ہو رہا ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ دینی و فقہی مسائل اور احادیث کی اخذ و تحصیل کے سلسلہ میں حضرت زید بن ثابت رضؓ کے پاس جایا کرتے۔ حضرت زید بن ثابت علم فرائض میں تو ماہر خصوصی تھے ہی اور مسائل و معاملات میں قضاء و افتاء کا بھی بہترین سلیقہ رکھتے تھے۔ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضؓ نے ان کو مدینہ کا قاضی مقرر فرما رکھا تھا۔ غرض حضرت عبداللہ بن عباس حضرت زید رضؓ کے علم و جلالت شان کے پیش نظر ان کی بڑی تعظیم کرتے۔ ایک بار حضرت زید بن ثابت رضؓ اپنے جانور پر سوار ہو کر کہیں باہر جانا چاہتے تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے ان کے سوار ہوتے وقت رکاب کو تھام لیا۔ حضرت زید رضؓ نے فرمایا یہ آپ کیا کر رہے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا

ھٰکَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَّفْعَلَ بِعُلَمَائِنَا

یعنی ہم کو اپنے علماء کے ساتھ اسی طرح تکریم و تعظیم کا حکم دیا گیا ہے[۳]

[۱] مسند احمد جلد سوم ص۵۱　[۲] ایضاً ص۲۱۱　[۳] منتخب کنز العمال جلد پنجم ص۱۸۵